١٣٠٨هـ

كشف حقائق
وأسرار دقائق

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠هـ

RIDAWI
رضا
PRESS

رسالہ نمبر	۱۶۹	فتاوی رضویہ کی جلد جس میں یہ رسالہ موجود ہے	۲۶

ضروري نوٹ

فتاوی رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبد الستار سعیدی حفظہ اللہ تعالی کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 ضخیم جلدوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیحضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاوی کا مصورۃ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاوشوں سے انٹرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پریس نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالی ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاوی رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاؤں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مساعی جمیلہ کے سبب فتاوی مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاھم اللہ احسن الجزاء

RIDAWI
رضا
PRESS

رسالہ

کشفِ حقائق و اسرار و دقائق

۱۳۰۸ھ

(ظاہر کرنا حقیقتوں، رازوں اور باریک باتوں کو)

www.alahazratnetwork.org

مسئلہ ۳۱۵ از بڑودہ باڑہ نواب صاحب مرسلہ حضرت نواب سید نور الحسن خاں بہادر ۲۵ شعبان ۱۳۰۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سید المرسلین محمد و اٰلہ وصحبہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ وعلینا معھم اجمعین۔

امّا بعد

ایں پاسخ اشعار وقت اشعار تصوف اشعار حسب الارشاد لازم الانقیاد حضرت عظیم الدرجہ جناب صاحب والامناقب نواب سید نور الدین حسین خاں بہادر رئیس اعظم بڑودہ ادام اللہ تعالٰے اقبالہم وضاعف اجلالہم۔ بزبان عام اردو و مطالب سہل الحصول مطابق عقائد

یہ جواب ہے تصوف سے متعلق کچھ بلند پایہ اشعار کا۔ ان کے ارشاد کے مطابق جس کی فرمانبرداری لازم ہے یعنی بلند و عظیم درجات و مناقب کے مالک محترم جناب سید نور الدین حسین خان بہادر رئیس اعظم بڑودہ، اللہ تعالٰی ان کی خوش بختی کو ہمیشہ رکھے اور ان کی بزرگی کو دگنا کردے عام اردو زبان میں کہ مطالب آسانی سے حاصل ہوں۔ جو مطابق ہے

اہلِ حق و مدارک افہام و عقول بتاریخ بست و پنجم شعبان المعظم روز جاں افروز دوشنبہ ۱۳۰۸ھ ہجریہ قدسیہ علٰی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ در بانس بریلی ملک ہند بخامۂ خام نگار فقیر ذلیل ذرہ بیمقدار عبد المصطفٰے احمد رضا محمدی سُنّی برکاتی آل رسولی غفر اللہ لہ وحقق املہ باوصف قلت بضاعت وجہل صناعت بامداد نور باطن حضور لامع النور سلالۃ الواصلین نقاوۃ الکاملین بحر طریقت بدر حقیقت حضرت سیدنا ومولانا وشیخنا حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری الملقب بمیاں صاحب قبلہ مارہری ادام اللہ فیضہم المعنوی والصوری در ساعت واحدہ ریختہ شد ؎

اہلِ حق کے عقائد اور موافق ہے عقول و افہام کے۔ یہ جواب بانس بریلی ہندوستان میں بروز پیر ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۰۸ھ کو اس فقیر حقیر، ذرۂ بیمقدار عبد المصطفٰے احمد رضا محمدی سُنّی برکاتی، آلِ رسولی (اللہ اسکی مغفرت فرمائے اور اس کی امید برآری فرمائے) کے قلم سے پونجی کی قلت اور فن میں عدمِ مہارت کے باوجود صرف ایک گھنٹے میں معرضِ تحریر میں آیا۔ یہ ان کے نورِ باطن کی مدد سے ہوا جو روشن نور والے، واصلین کے خلاصہ، کاملین میں عمدہ، طریقت کے سمندر اور حقیقت کے چاند ہیں یعنی ہمارے سردار، ہمارے آقا، ہمارے شیخ حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب قبلہ مارہروی، اللہ تعالٰی ان کے معنوی اور صوری فیض کو ہمیشہ رکھے۔

www.alahazratnetwork.org

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

اگر قبول ہو جائے تو کیا ہی عزت اور شرف ہے (ت)

شعر اول:

سب پیر اور مشائخ میرا سوال بولو
صورت جلال کیا ہے اور کیا جمال بولو

الجواب: اللہ جل وعلا رحیم بھی ہے اور قہار بھی ہے رحمت شان جمال ہے اور قہر شان جلال۔ دوستوں کو انواعِ نعمت سے نوازنا اُن کے لئے بہشت اور اس کی خوبیاں آراستہ فرمانا انھیں اپنی رضا و دیدار سے بہرہ مندی بخشنا تجلی شان جمال ہے۔ دشمنوں کو اقسام عذاب کی سزا دینا ان کے لئے دوزخ اور اس کی سختیاں مہیا فرمانا انھیں اپنے غضب و حجاب میں مبتلا کرنا تجلی شان جلال ہے۔ پھر دنیا میں جو کچھ نعمت و نقمت و راحت و آفت ہے انھیں دونوں شانوں کی تجلی سے ہے۔ کبھی یہ شانیں ایک دوسرے کے لباس میں جلوہ گر ہوتی ہیں۔ مثلاً دنیا میں اپنے محبوبوں کے لئے بلا بھیجنا کہ

اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل[1]

تمام لوگوں سے بڑھ کر تکلیفیں نبیوں پر آئیں پھر ان سے کم درجہ والوں پر پھر ان سے کم درجہ والوں پر (ت)

---

[1] کنز العمال حدیث ۶۷۸۰ و ۶۷۸۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳/ ۳۲۸ و ۳۲۹

بظاہر شان جلال ہے اور حقیقۃً شانِ جمال کہ اس کے باعث وہ اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نعمتیں پاتے ہیں، قال اللہ تعالیٰ:

لا تحسبوہ شرًا لکم بل ھو خیر لکم[1] — اُسے اپنے لئے بُرا نہ جانو بلکہ وہ تمھارے حق میں بہتر ہے۔

کفار کو کثرت مال وغیرہ دنیا کی راحتیں دینا بظاہر شان جمال ہے اور درحقیقت شان جلال ہے کہ اس کے سبب وہ اپنی غفلت وگمراہی کے نشے میں پڑے رہتے ہیں اور ہدایت کی توفیق نہیں پاتے قال اللہ تعالیٰ:

ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مھین[2] — کافر کا خیال کہ یہ ڈھیل جو ہم انھیں دے رہے ہیں کچھ اُن کے لئے بھلی ہے یہ ڈھیل تو ہم اس لئے دیتے ہیں کہ وہ اور گناہ میں پڑیں اور ان کے لئے ذلت کی مار ہے۔

تجلی جمال کے آثار سے لطف ونرمی وراحت وسکون ونشاط وانبساط ہے جب یہ قلبِ عارف پر واقع ہوتی ہے دل خود بخود ایسا کھل جاتا ہے جیسے ٹھنڈی نسیم سے تازی کلیاں یا بہار کے مینہ سے درختوں کی کنپھیاں اور تجلی جلال کے آثار سے قہر وگرمی وخوف وتعب جب اس کا ورود ہوتا ہے قلب بے اختیار مرجھا جاتا ہے بلکہ بدن گھلنے لگتا ہے بلکہ اگر طاقت سے زیادہ واقع ہوتی ہے فنا کردیتی ہے۔ انھیں دونوں تجلیوں کا اثر تھا کہ ایک روز وعظ میں برسرِ منبر حضور پرنور سیدنا غوث اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا گیا کہ حضور کا جسم اقدس سمٹ کر ایک چڑیا کے برابر ہوگیا اور اسی وقت یہ بھی مشاہدہ ہوا کہ تن مبارک پھیل کر ایک بُرج کی مثل ہوگیا اور دیکھا گیا کہ حضور (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) منبر سے گرنے لگے یہاں تک کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دستِ اقدس کے سہارے روک لیا، یہ وہ عظیم تجلی تھی جس کا تحمل بے قوتِ نبوت ناممکن تھا لہٰذا حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قوتِ مصطفویہ سے مدد فرما کر اس کا تحمل کرادیا، اسی شانِ جلال کا اثر ہے جو حضور پُرنور سیدنا غوثِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ وسلم کے ایک مرید پر حضور کے پیچھے نماز میں واقع ہوئی کہ سجدہ میں

---

[1] القرآن الکریم ۱۱/۲۴

[2] القرآن الکریم ۳/۱۷۸

جاتے ہی جسم گھلنے لگا گوشت پوست، استخواں سب فنا ہوگیا صرف ایک قطرۂ آب باقی رہا۔ حضرت غوثیت رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بعد نماز رُوئی کے پارہ میں اٹھا کر دفن کر دیا اور فرمایا سبحان اللہ ایک تجلی میں ساعتِ قیامت ہے یہ آسمان وزمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے سب کو فنا کر دے گی اسی لئے باری عزوجل اس دن یوں ارشاد فرمائے گا: لمن الملك اليوم[1] کل تک سب کہتے تھے یہ مُلک میری ہے یہ مُلک میرا ہے آج بتاؤ کس کی بادشاہی ہے۔ پھر خود ہی فرمائے گا للہ الواحد القہار[2] ایک اللہ قہر والے کی۔ اُس وقت باسم قہار اپنا وصف بیان فرمائے گا کہ وہ تجلی شان قہر کی ہوگی، وحسبنا اللہ۔

شعر دوم: خاکی بدن مقید کیونکر جمال حق کا
مطلق کی شان کیا ہے اس کی مثال بولو

الجواب: اس کی ایک ظاہری مثال یوں سمجھنی چاہئے کہ جیسے آفتاب کا نور اپنی ذات میں ایک ہے، نہ اس میں صورتوں کا اختلاف ہے نہ قوت وضعف کا فرق ہے، نہ جدا جدا رنگ ہیں، نہ متعدد نام ہیں، وہی نورِ واحد پہلی شب کے چاند پر پڑا اور یہاں یہ صورت پیدا کی کہ اس کا نام ہلال ہوا، پھر ہر روز نئی صورت اور زیادہ ترقی وقوت ہوتی رہی، شب چہاردہم اسی نور سے بدر کی صورت پیدا ہوئی، پھر اس میں ضعف آتا گیا یہاں تک کہ فنا ہوگیا۔ وہی نورِ واحد آئینۂ مصفا پر پڑے تو کیسی جھلک دیتا ہے کہ نگاہ خیرہ وحیران اور دیواروں پر عکس نمایاں ہو اور صفائی آئینہ میں کمی ہے تو نور میں کمی اور زمین پر پڑنے میں وہ بات کوسوں نہیں کولوں وغیرہ سیاہ بے تابش چیزوں میں ایک ظہور کے سوا اور کچھ اثر نہیں ہوتا وہی ایک نور ہے کہ جب قریب اُفق جانب شرق سے طولانی شکل پر چمکتا ہے اُس کا صبح اول نام رکھتے ہیں پھر جب پھیلتا ہے وہی صبح صادق ہوتی ہے پھر جب سُرخی لاتا ہے وہی شفق ہے جب دن نکل آتا ہے وہی دھوپ ہے یونہی بعد غروب اس کے ظہور کے تفاوت ہیں تو دیکھو ایک آفتاب کی تجلی اور اتنے اختلاف، اور ہر حالت کے اعتبار سے اس کے جُدا نام ہیں اور جُدا اوصاف، باایں ہمہ وہ نور اپنی ذات میں ایک ہے، اس میں کوئی تغیر نہیں، نہ وہ صبح اول کے وقت طویل ہوگیا تھا نہ صبح ثانی کے وقت چوڑا، نہ شفق کے وقت اس نے لباس سُرخ پہنا نہ دن نکلتے زرد یا سفید، نہ ہلال پر چمکتے وقت کمان ہوگیا تھا نہ بدر پر پڑتے بشکل دائرہ، نہ آئینہ پر چمکتے وقت قوت پائی تھی نہ زمین پر آتے ہوئے ضعف،

---

[1] القرآن الکریم ۴۰/۱۶
[2] " " " "

مگر یہ سب اختلاف تغیر مظاہر میں ہیں جن کے باعث اُس شے واحد کی اتنی تعبیریں اور اس قدر حالتیں ہوگئیں۔ پس یہی مثال نورِ مطلق ذاتِ باری عزّ وجل کی سمجھنا چاہئے کہ واحد حقیقی ہے تغیّر و اختلاف کو اصلاً اس کے سراپردہ عزّت کے گرد بار نہیں، پر مظاہر کے تعدد سے یہ مختلف صورتیں بے شمار نام بے حساب آثار پیدا ہیں جنھیں ہم عالم نام رکھتے ہیں یہ ظاہری تفہیم کے لئے ایک بہت ناقص و ناکارہ و ناتمام مثال ہے وللہ المثل الاعلٰی[1] (اور اللہ کی شان سب سے بلند ہے۔ ت) اس سے زائد بیان سے باہر اور مرتبۂ عقل سے وراء ہے۔ تاکہ ابخشند و یکہ روزی دارند (یہاں تک کہ کس کو بخشیں گے اور کس کو روزی دیں گے۔ ت)

شعر سوم: مخفی میں کیونکہ تھا وہ سِرّی میں کس طرح تھا
پھر روح کیوں ہوا ہے دل کا خصال بولو

الجواب: وہ نورِ پاک اپنی ذات میں نہایت ظہور پر ظاہر ہے اور اپنے بے نہایت ظہور کے سبب باطن کہ نور جس قدر تابندہ تر ہوگا نظر اس پر کام کم کرے گی جب نورِ احدیت کی تابش غیر محدود ہے چشم جسم و چشم عقل دونوں وہاں نابینا ہیں تو وہ اپنے کمال ظہور کے سبب کمال خفا و بطون میں ہے پھر اپنے مظاہر و تجلیات میں تو اُس کا ظہور ذی عقل پر ظاہر ہے اور اُسی نور کے متعدد پرتوں نے روح و قلب وغیرہ وغیرہ بے حساب نام پائے ہیں جس طرح ہم ابھی مثال میں واضح کر آئے قلب و روح کی معرفت بے معرفتِ الٰہی نہیں ہوتی۔

من عرف نفسہ فقد عرف ربّہ[2]، من عرف نفسہ کلّ لسانہ[3]۔ — جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اسکی زبان بند ہوگئی۔ (ت)

ناواقفوں سے فقط اتنا ارشاد ہوا:

قل الروح من امر ربّی وما اوتیتم من العلم الّا قلیلا[4] — تو فرما روح میرے رب کے امر سے ایک چیز ہے اور تمھیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

---

[1] القرآن ۱۶/ ۶۰
[2] کشف الخفاء حدیث ۲۵۳۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۳۴
[3] " " ۲۵۳۱ " " " " "
[4] القرآن الکریم ۱۷/ ۸۵

عالم دو ہیں: عالمِ امر و عالمِ خلق۔

الالہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العٰلمین[1]

سُن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا بڑی برکت والا ہے اللہ رب سارے جہان کا۔ (ت)

عالمِ خلق وہ چیزیں جو مادہ سے پیدا ہوتی ہیں جیسے انسان، حیوان، نباتات، جمادات، زمین و آسمان وغیرہا کہ نطفہ و تخم و عناصر سے بنے۔ اور عالمِ امر وہ جو صرف امرِ کُن سے بنا اس کے لئے کوئی مادہ نہیں جیسے ملائکہ و ارواح و عرش و لوح و قلم و جنت و نار وغیرہ۔ تو فرمایا روح عالمِ امر سے ایک چیز ہے، عقل کا حصہ اسی قدر ہے، آگے اس کی ماہیت اکابر اہلِ باطن جانتے ہیں۔ سبحان اللہ! آدمی خود اسی روح کا نام ہے اور یہ اپنے ہی نفس کے جاننے میں اس قدر ناکام ؎

تنت زندہ بجاں جانِ نہانی تو از جاں زندہ و جاں را نہ دانی

(تیرا بدن مخفی جان کی وجہ سے زندہ ہے، تو جان کے سبب زندہ ہے اور جان کو نہیں جانتا ہے۔ ت)

اور سِر و خفی و روح و قلب لطائف حضرات نقشبندیہ قدست اسرارہم سے ہیں جن میں تجلیات حق کے رنگارنگ ذوق کا ادراک کار عیاں ہے نہ کار بیاں ؎

www.alahazrat.net

ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

اللہ کی قسم تو اس شراب کا مزہ نہیں پہچان سکتا جب تک اُسے چکھ نہ لے۔ ت)

شعر چہارم: اربع عناصر اب یوں نکلے کہو کہاں سے
مرتا سو کون اس میں کس کو وصال بولو

الجواب: نورِ احدیت کے پرتو سے نورِ محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بنا اور اس کے پرتو سے تمام عالم ظاہر ہوا، اول پانی پیدا ہوا، پھر اس میں دُھواں اُٹھا اس سے آسمان بنا، پھر پانی کا ایک حصہ منجمد ہوکر زمین ہوگیا اسے خالق عزوجل نے پھیلا کر سات پرت کردیا پھر اسی طرح آسمان کے سات طبقے کئے، یونہی پانی سے آگ بنی، ممکن ہے کہ پانی کسی قسم کی حرارت پاکر ہَوا ہُوا ہو اور ہَوا گرم ہوکر آگ یا جس طرح مولٰی سبحانہٗ وتعالٰی نے چاہا، غرض پانی مادہ تمام مخلوقات کا ہے۔ امام احمد و ابن حبان و حاکم کی

---

[1] القرآن الکریم ۷/ ۵۴

حدیث میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: کل شیٔ خلق من الماء[1] ہر چیز پانی سے بنی ہے۔ موت بدن کے لئے ہے جس کے معنی روح کا اس سے جُدا ہوجانا۔ روح پہلے نہ تھی جب بنی تو پھر اس کے لئے فنا نہیں، یہی مذہب اہلسنت کا ہے۔ و لہذا بعد مرگ سمع و بصر، علم و فہم وغیرہ تمام افعال کہ حقیقۃً روح کے تھے برقرار رہتے ہیں بلکہ اور زیادہ ترقی پاتے ہیں، جن کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک پرند قفس میں محبوس ہے اس کی پرافشانی اسی پنجرے کے لائق ہوگی جب اُسے نکال دیجئے تو اس کی پروازیں دیکھئے۔ فقیر نے اپنی کتاب "حیات الاموات فی بیان سماع الاموات" میں اس مسئلہ کو بحمد اللہ تعالٰی نہایت شرح و بسط سے ثابت کیا ہے یہ روح اپنے معدن اصلی سے غریب الوطن ہوکر قفسِ بدن میں بحکمِ الٰہی ایک مدتِ معین تک محبوس ہے جب وقت آئے گا اپنی اصل کی طرف رجوع کرے گی یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الٰی ربک راضیۃ مرضیۃ[2] (اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ ت) اس کا نام وصال ہے۔ ت)

شعر پنجم: اوّل ہے روح علوی دوسری کا نام سفلی

ایک روح دو صفت کیوں پکڑا کمال بولو

الجواب: اس شعر کے دو معنے ہیں: ایک یہ کہ روح مجرد ہے یعنی جسم اور جسم کی سب آلائشوں سے پاک و منزہ، یہ صفت اس کی علوی ہے، پھر وہی روح اس جسم پر عاشق اور اس سے متعلق اور حیاتِ دنیوی میں اُس کی عادی کام اس جسم کے آلات پر موقوف، یہ صفت اس کی سفلی ہے مگر اُس بلندی سے اس تنزل میں آنے کے بعد ہی وہ اپنے کمالات کو پہنچتی ہے قلنا اھبطوا منھا[3] (ہم نے فرمایا تم جنت سے اُتر جاؤ۔ ت) آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے باعث ہزاراں برکات و خیرات ہُوا۔

دوسرے یہ کہ انسان میں صفت ملکوتی و صفت بہیمی و صفت شیطانی سب جمع ہیں، اگر صفت ملکوتی پر عمل کرے مَلک سے بہتر ہو اور اگر دوسری صفت کی طرف گرے بہائم سے بدتر ہو۔

---

[1] کنز العمال حدیث ۱۵۲۱۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۱۵۶

[2] القرآن الکریم ۸۹/ ۲۷ و ۲۸

[3] القرآن الکریم ۲/ ۳۸

حدیث میں آیا ہے:

قال اللہ تعالٰی عبدی المومن احب الیّ من بعض ملٰئکتی[1]

اللہ تعالٰی فرماتا ہے میرا بندۂ مومن مجھے اپنے بعض ملائکہ سے زیادہ پیارا ہے۔

اور کفار کے حق میں فرمایا:

اولٰئک کالانعام بل ھم اضل[2]

وہ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بہکے ہوئے۔

اور اُس کا کمال انھیں دو صفت کے اجتماع سے کہ جب وہ باوجود موانع کہ صفت بہیمی اسے شہوات کی طرف بلاتی ہے اور صفت شیطانی خیرات سے روکتی ہے پھر ان کا کہنا نہ مانے اور اپنے رب کی عبادت وطاعت میں مصروف ہو تو اس کی بندگی نے وہ کمال پایا جو عبادتِ ملائکہ کو حاصل نہیں کہ ملائکہ بے مانع و بے مزاحم مصروفِ عبادت ہیں اور یہ ہزار جالوں میں پھنسا ہُوا ان سب سے بچ کر بندگی بجالاتا ہے ؎

فرشتہ گر بہ بیند جوہر تو
دگر رہ سجدہ آرد بر در تو

(فرشتہ اگر تیرے جوہر کو دیکھ لے تو پھر تیرے در پر سجدہ کرے۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

شعر ششم: دِکھتا ہے جو کہ خاکی آنکھوں سے سب فنا ہے
دِکھتا ہے کس نظر سے وہ جگ اُجال بولو

الجواب: ظاہر ہے یہ کہ آنکھیں فانی ہیں اور فانی باقی کو نہیں دیکھ سکتا۔ لہذا دنیا میں دیدارِ الٰہی سوا حضرت سیّد عالم صلّے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کسی نبی مقرب کو بھی نصیب نہ ہوا ہاں چشم روح باقی ہے ہم ابھی ذکر کر آئے کہ روح کے لئے تو اولیا نظر دل سے اُس جمال جہاں آرا کا مشاہدہ کرتے ہیں اور روز حشر وہ آنکھیں ملیں گی جنھیں پھر کبھی موت و فنا نہیں تو اس دن چشم جسم سے بھی مسلمان دیدار الٰہی تبارک وتعالٰی سے مشرف ہوں گے۔ اللّٰھم ارزقنا اٰمین!

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین کتاب اسرار الصوم دار الفکر بیروت ۴/۱۹۳

[2] القرآن الکریم ۷/۱۷۹

شعر ہفتم:

ہر چیز ذاتِ حق سے معمور ہے ولیکن
ملتا ہے کس محل میں ابرو ہلال بولو

الجواب: اس کا جواب وہ ہے کہ سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہوا اُنھوں نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی: الٰہی! میں تجھے کہاں تلاش کروں؟ فرمایا: عند المنکسرۃ قلوبھم لاجلی[1] اُن کے پاس جن کے دل میرے لئے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ ایک شخص حضرت سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھا پنجوں کے بل گھٹنے ٹیکے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جگہ خون رواں ہے، عرض کی حضرت! یہ کیا حال ہے؟ فرمایا: میں ایک قدم میں یہاں سے عرش تک گیا عرش کو دیکھا کہ رب عزوجل کی طلب میں پیاسے بھیڑیے کی طرح منہ کھولے ہوئے ہے بانگے برعرش زدم کہ ایں چہ ماجراست ہمیں نشان دہے ہیں الرحمٰن علی العرش استوٰی (رحمٰن نے عرش پر اپنی شان کے مطابق استوا فرمایا۔ ت) میں رحمٰن کی تلاش میں تجھ تک آیا تیرا یہ حال پایا، عرش نے جواب دیا: مجھے ارشاد کرتے ہیں کہ اے عرش! اگر ہمیں ڈھونڈنا چاہے تو بایزید کے دل میں تلاش کر۔[2]

شعر ہشتم:

سب جسم ہے محمد موجود ذاتِ حق ہے
اسلام اور کفر کا پردہ سنبھال بولو

www.alahazratnetwork.org

الجواب: حدیثوں سے ثابت ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام عالم نورِ حضرت سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے پیدا کیا تو اصل ہر چیز کی نور سراپا حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے پس مرتبۂ ایجاد میں بس وہی وہ ہیں۔ فقیر غفر اللہ تعالٰی نے اپنے قصیدہ نونیہ نعتیہ میں بحمد اللہ تعالٰی اس نفیس مضمون میں بہت ابیات رائقہ لکھے ہیں، ھٰھنا قولی ؎

خالق کل الورٰی ربک لا غیرہ نورک کل الورٰی غیرک لم لیس لن[3]

(کل کائنات کا خالق تیرا رب ہے نہ کہ اس کا غیر، تیرا نور ہی کُل کائنات ہے اور تیرے سوا لم لیس، لن ہے۔ ت)

ای لم یوجد ولیس موجودًا ولن یوجد ابدًا (یعنی کہیں نہیں پایا گیا، نہ موجود ہے اور نہ ہی کبھی ہوگا۔ ت) ——— اور مرتبہ وجود میں صرف حق عزوجل ہے کہ ہستی حقیقۃً اسی کی ذات پاک سے خاص ہے وحدت وجود کے جس قدر معنے عقل میں آسکتے ہیں یہی ہیں کہ وجود واحد

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین کتاب آداب الاخوۃ والصحبۃ الباب الثالث دار الفکر بیروت ۶/ ۲۹۰

[2] تذکرۃ الاولیاء باب ۱۴ ذکر بایزید بسطامی رحمہ اللہ مطبع اسلامیہ لاہور ص ۱۰۰

[3] بساتین الغفران منظومہ نونیۃ فی مدح سید الانبیاء رضا دار الاشاعت لاہور ص ۲۲۳

موجود واحد باقی سب مظاہر ہیں کہ اپنی حد ذات میں اصلاً وجود وہستی سے بہرہ نہیں رکھتے کل شئ ھالك الا وجھہ[1] (ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے۔ ت) اور حاشا یہ معنی ہرگز نہیں کہ من و تو زید و عمرو ہر شئے خدا ہے، یہ اہل اتحاد کا قول ہے جو ایک فرقہ کافروں کا ہے اور پہلی بات اہلِ توحید کا مذہب جو اہل اسلام و ایمان حقیقی ہیں۔ یہی کفر و اسلام کا پردہ سنبھالنا ہے۔

شعر نہم: نکتہ نہیں علم کا قرآن میں سمایا
معنی علم کے نکتہ کے اب محال بولو

الجواب: علم کا نکتہ وہ باریک بات سمجھ میں نہ آئی یہاں اُس سے مراد ذات پاک باری عزوجل ہے کہ ہرگز اس کی کُنہ نہ فہم تصور میں آسکے نہ بیان و کلام میں سما سکے اور اک اس کا محال اور خوض اُس میں ضلال، والعیاذ باللہ ذی الجلال، قرآن اللہ عزوجل کا کلام اور اُس کی صفت ہے۔ صفت ذات میں ہوتی ہے ذات صفت میں نہیں آسکتی ؎

کس نہ دانست کہ منزل گہ آں یار کجاست ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

(کسی کو معلوم نہیں کہ اس دوست کی منزل گاہ کہاں ہے، بس اتنا جانتا ہے کہ کسی گھنٹی کی آواز آتی ہے۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

ھذا واللہ سبحٰنہ و تعالٰی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم و صلی اللہ تعالٰی علٰی سیّدنا و مولانا محمد و اٰلہ و صحبہ و سلم۔ اٰمین!

رسالہ
کشف حقائق و اسرار و دقائق
ختم ہُوا

---

[1] القرآن الکریم ۲۸/ ۲۸